

## Episode 2

"کیا بات ہے ائمہ کس بات پر پریشان ہو؟" ارمان صاحب فائل رکھتے ہوئے ائمہ کو پریشان دیکھ کر گویا ہوئے۔

"بھائی کا فون آیا تھا بھابھی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے ارمان آپ جانتے ہیں امی ابو کی وفات کے بعد بھائی اور بھابھی نے ہی ہم تینوں بہن بھائیوں کو پالا اور بپایا ہے وہ میرے لیے میرے امی جیسی ہیں میرے بچوں کو بڑے بھائی بھابھی نے نانا نانی والا پیار دیا ہے آج وہ مشکل میں ہیں تو میں یہاں بیٹھی ہوں۔" ائمہ اپنی بات مکمل کر کے غمگین آنسو بہانے لگی۔

"ائمہ اس میں رونے والا کچھ نہیں ہے میں جانتا ہوں انہیں میرے بھی کچھ لگتے ہیں وہ اور آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں تیمور کو بول دیتا ہوں آپکو لے جائے اور میں کوشش کروں گا دو چار دن تک چکر لگا جاؤں آپ تیاری کرے میں تیمور کو کہتا ہوں۔" ارمان صاحب تسلی بخش الفاظ ادا کر کے کمرے سے باہر چلے گئے اور ائمہ بیگم واڑوب سے اپنے کپڑے نکالنے لگی۔

"تیمور کدھر ہیں ماہ جبین بچے؟"

## خوشخبری راکٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

**Prime Urdu Novels Publications**

**Whatsapp : 03335586927**

**Email : aatish2kx@gmail.com**

"چاچو وہ کمرے میں ہیں ہمدان سے بات کر رہے ہیں۔"

"ٹھیک انہیں پیغام دیں کہ بابا جان آپ کو بلا رہے ہیں کچھ ضروری کام ہے اس لیے فوراً سٹڈی میں پہنچے۔"

"جی چاچو...." ارمان صاحب کے جاتے ہی وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔

"ڈاکٹر صاحب خیر تو ہے نا سوچ لیں مجھے تو لگتا ہے آپکے خواب یہاں کوئی دیکھ رہا ہے کسی کی آنکھیں کافی تلاشتی ہیں آپکو کہیں آپ ہی تو کسی کے لیے انتظار کی راہ بنا کر تو نہیں گئے یا وہ انتظار یک طرفہ ہے۔ تیمور جان بوجھ کر اسے چھیڑ رہا تھا جبکہ وہ حقیقت سے خود واقف تھا۔"

"کون کس کا انتظار کر رہا ہے یہ بات بعد میں کر لیجیے گا پہلے چاچو بلا رہے ہیں آپکو سڈی میں انتظار کر رہے ہیں جلدی پہنچے۔"

"اوکے مائی ڈیئر وائف ڈاکٹر صاحب آپ میری وائف سے بات کرئے میں بابا جان سے مل کر آتا ہوں۔"

"شیور بھابھی کے ہسبنڈ۔" ہمدان جب سے تیمور کی شادی ہوئی تھی اسے اکثر بھابھی کے ہسبنڈ کے نام سے ہی مخاطب کرتا تھا۔

"کیسے ہو ہمدان؟ کیا ہو رہا تھا؟"

## خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](https://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION



" کچھ نہیں بھابھی ہونا کیا ہاسپٹل سے آیا ہوں اور بھوک لگ رہی ہے سوچ رہا ہوں کچھ کھالوں مگر کچھ بنا ہوا نہیں ہے اور بنانے کا موڈ نہیں ہے تو بس پیزا آرڈر کرنے کا سوچ رہا ہوں۔ "

" ہائے شادی کر لو تم تاکہ تمہاری بیوی تو تمہیں کھانا بنا کر دے۔ "

" ہاہا بھابھی کھانا بنوانے کے لئے شادی کی کیا ضرورت ہے میں میڈ رکھ لیتا ہوں۔ "

" سہی اسکا مطلب شادی نہیں کرنی تمہیں؟ ایسے ہی کنوارے رہنا ہے بھئی بتا دو اگر کوئی پسند ہے اور ویسے بھی اب تو کوئی کافی بے تابی سے انتظار کرتا ہے اگر کوئی اور پسند ہے تو بتا دو تاکہ میں اپنی بہن کی شادی کہی اور کراؤں۔ "

" آپکی بہن؟ " ہمدان بہت اچھے سے جانتا تھا ماہ جبین ثانیہ کے علاوہ کسی کو بہن نہیں مانتی وہ تمام رشتوں کو انکی حقیقت سے ہی اہمیت اور تعلق دیتی ہے۔ "

" ہاں تو اور کیا ثانیہ اور تمہارے بیچ جو چل رہا ہے اسے اور کیا نام دوں اب تمہیں اکسانے کے لیے کوئی اور ہے کہ نہیں پوچھنا تو تھا نا؟ "

"کیا کیا کیا؟ میرے اور ثانیہ کے درمیان؟ آپ کیا کہہ رہی ہیں میں نے اس سے کبھی ایسی کوئی بات نہیں کی اور نہ ہی میں نے کبھی ایسا سوچا ہے میری تو کبھی ثانیہ سے عام طور پر بھی بات چیت نہیں ہوئی تو یہ سب..... اچھو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" ہمدان کی بات سن کو ماہ جبین کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی تھی ثانیہ کتنی صفائی سے ماں اور بہن سے جھوٹ بول رہی تھی جبکہ ایسا کچھ تھا ہی نہیں...."

"میں مذاق کر رہی تھی ایسا کچھ نہیں ہے تم کسی سے کچھ مت کہنا میں تو سوچا تھوڑا سیریس ہو کر تمہیں تنگ کیا جائے اور دیکھو تمہارے چہرے کا رنگ کیسے پیلا پڑ گیا۔"

"اوہ اچھا..... جیسی اپنے بات کہی ایسے تو رنگ فق تو ہونا ہی تھا۔" ہمدان نے سب مذاق ہی سمجھا ہے اس بات کو ماہ جبین کو باور کروا کر وہ فون کاٹ گیا تھا مگر ثانیہ نے کچھ تو گیم چلائی ہوئی ہے اس کی چھٹی حس اسے بار بار یہی سگنل دے رہی تھی تبھی اس نے اپنا سر جھٹک کر عروہ کو کال ملائی۔

"السلام علیکم!" پہلی بیل پر ہی فون اٹھا لیا گیا۔

"وعلیکم السلام میری جان کیسی ہیں آپ؟ اور یہ کیا سارے گھر کو بتا دیا کہ آپ انتظار کر رہی ہیں میرا اتنا بے تاب ہو رہی ہیں تو میں اگلی فلائٹ سے ہی اجاتا ہوں۔"

"جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے اور میں نے کس کو کہا ہے کہ میں اپکا انتظار کر رہی ہوں؟"

"اوہ تو آپ واقعی انتظار کر رہی ہیں۔"

"نن..... نہیں تو....." وہ اپنی زبان پھسل جانے پر خود ہی نجل ہو گئی۔

"تم یقین کرتی ہو نا مجھ پر...؟ ہمدان نے ایک دم سیریس موڈ میں سوال پوچھا۔"

"جی! کیوں پوچھ رہے ہیں آپ؟"

"کیوں مجھے تم سے سوال کرنا منع ہے؟"

"میں نے ایسا تو کچھ بھی نہیں کہا ہے۔"

"سہی ہمیشہ یقین رکھنا مجھ پر تم میری ہو اور میری ہی رہو گی اور میں ہمیشہ تمہارا میری بندریا.....  
یہ بات اپنے دل و دماغ سوچ و گمان میں بیٹھالینا."

"اور اگر ایسا نہ ہوا تو؟" وہ باہر دیکھتے ہوئے بولی.

"امریکہ کی نشینیلٹی ہے میرے پاس بھاگا کر لے جاؤں گا."

"اور میں تو بھاگ جاؤں گی نا؟"

"میں کب کہا کہ میں پوچھوں گا تم سے کہ چلو گی میرے ساتھ مجھے آتا ہے تمہیں ساتھ لیکر  
جانا..... تم بی ایس کرو اپنا تب تک میں آتا ہوں."

"سچ میں آرہے ہیں؟ وہ جلدی سے بول پڑی.

"انتظار کر رہی ہو؟" وہ پھر مسکرا کر بولا.

"اگر ہاں کہہ دوں تو آجائے گے؟"



"ظاہر سی بات ہے تم بلاؤں گی تو آنا تو پڑے گا نا۔"

"اتنی محبت ہے؟" وہ آخر پوچھ ہی بیٹھی۔

"تمہارا بی بیو مجھے آج اتنا انسکیور کیوں لگ رہا ہے کوئی بات چھپا رہی ہو؟ وہ اس کے انداز میں ایک الگ پن پا کر بولا....."

"ایسی کوئی بات نہیں ہے کوئی فرق نہیں پڑتا جب میں جانتی ہوں آپکو تو کوئی کچھ بھی کہے کیا فرق پڑتا ہے۔"

"کیا مطلب ہے اس بات کا میرا اندازہ سہی ہے اسکا مطلب..... کوئی بات ہوئی ہے اب بتاؤ جلدی سے کیا ہوا ہے؟"

"پرسوں میں ثانیہ کے کمرے میں گئی تھی نانوں نے بلایا تھا تو وہ ماہ جبین آپ کو کہہ رہی تھی کہ اس کے اور آپ کے درمیان..... مگر وہ فضول بول رہی تھی مجھے پتا ہے۔"

"تم جان ہو میری بہت عزیز بہت قیمتی ہو اور قیمتی چیزوں کو یوں سرعام نہیں بتایا کرتے بھائی جانتے ہیں میں تمہیں پسند کرتا ہوں اور اتل بھی جانتی ہے بابا اور ماما سے بات کر کر لوں گا تمہارا ایک سمیسٹر رہتا ہے تمہارے سمیسٹر کے لاسٹ میں اجاؤں گا اور تمہارے بی ایس کے بعد تمہیں لے جاؤں گا اور جو پڑھنا ہو گا اور وہ یہاں آکر پڑھ لینا۔"

"عروہ ماما بلا رہی ہیں تمہیں۔" ثانیہ دھڑم سے دروازہ کھول کر اس کے کمرے میں آئی۔ "وہ ثانیہ کو دیکھ کر پزل ہو گئی۔"

"عروہ ریلکس آرام سے اپنی کسی بھی دوست کا نام لیکر کہو کہ بعد میں بات کرتی ہوں۔" عروہ کو گم سم سا پا کر ہمدان آہستہ سے بولا۔

"ویسے کس سے بات کر رہی ہو؟" ثانیہ دوبارہ گویا ہوئی۔

"وہ رابعہ ہے میری دوست میں بعد میں بات کرتی ہوں ممانی بلا رہی ہیں۔"

"اوکے ہمدان کی جان! ہمدان مس یو ہمدان لو یو آئیڈ ہمدان وانٹ ٹو....."

"چلو جلدی پھر بھیجے گی مجھے میں ہمدان سے بات کر رہی تھی اور بیچ میں ماما آگئی۔"

"ثانیہ کو بلاک کریں۔" مسیج ٹائپ کرتے ہوئے وہ زینے عبور کرنے لگی۔

"ابھی وہ آخری سیڑھی پر پہنچی ہی تھی کہ اسکے موبائل کی بیپ بجی۔"

"انسکیور بیوی۔" ہنسنے والی ایبوجی کے ساتھ اس نے مسیح بھیجا اسکا مسیح پڑھ کر وہ گہرا سانس لیکر لاونچ کی طرف چل دی۔

000

"بھائی کہاں ہے؟ وہ جاگنگ کرتا ہوا ایئر یوڈ لگتا ہوا بولا۔

"کہاں ہوں کا کیا مطلب ہے؟ آملیٹ بنا رہا ہوں اور توں نے سہی کام پکڑا ہوا ہے کام نہ کرنا پڑے اس لیے جاگنگ سے دیر سے واپس آتا ہے لیکن یہ ڈرامہ تیرا روز نہیں چلے گا آج آخری دن ہے جو میں ناشتہ بنا رہا ہوں ورنہ تو جانے تیرا کام اگر نہیں تو میں فیکٹی سے بات کر کے اپنا کمرہ تبدیل کروا لیتا ہوں۔" تائمر کی بات سن کر وہ بھاگتا ہوا روکا اور پانی پیتا وہ ایک پاس پڑے بیچ پر بیٹھ کر اس سے مخاطب ہوا۔

"جب تو دس سال کا تھا اور میں نو سال کا تب تیری میری دوستی ہوئی تھی اور تب سے اب تک میں صرف تیرے ایکسیڈنٹ والا وقت ہی ہے جس میں ہم کچھ وقت الگ رہیں ہیں اس کے علاوہ کونسا ایسا دن آیا جب تو اور میں اکٹھے نہیں رہے؟"

"بیٹا اکٹھے رہنے میں تیرے لیے ناشتہ بنانے میں بڑا فرق ہے۔"

"یار دیکھ بھائی بس تب تک کھلا دے جب تک میری شادی نہیں ہوتی پھر اس کے بعد پکا میں تجھے روز نئے سے نیا کھانا بنوا کر کھلایا کروں گا۔"

"صنابل کے بچے سیدھے سے واپس آجا میں ناشتہ بنا چکا ٹھنڈا ہوا تو میں ذمہ دار نہیں۔"



تامیر کی بات سن کر وہ جلدی سے اٹھا اور گاڑی کی طرف بھاگا۔

"تم آگئی آئمہ؟"

"جی بھابی آنا نہیں تھا کیا؟"

"ان سب نے تمہیں پریشان کر دیا میں نے کہا تھا نہ بتاؤ اس کو...."

"کیوں؟ کیوں نہیں بتانا چاہیے تھا بھابی اچکو ہارٹ اٹیک ہوا ہے ہسپتال میں داخل ہیں آپ اور میں آپ کے پاس نہ آتی اگر میری جگہ حانیہ ہوتی تب بھی آپ یہ کہتی؟" ائمہ بشری کا ہاتھ پکڑ کر ان سے خفگی سے گویا ہوئی۔

"ایسی بات ہے آئمہ تم بالکل حانیہ جیسی ہو جیسی حانیہ میری بیٹی ہے ویسی تم میں تو اس لیے کہا تھا کہ طبیعت ٹھیک نہیں رہتی تمہاری پریشان ہو جاؤ گی مگر تم بتاؤ کب آئی کس کے ساتھ آئی؟"

"میں تیمور کے ساتھ آئی ہوں رات دو بجے پہنچے تھے اسکا بزنس پارٹنر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے تو اس کا جانا ضروری تھا اس لیے وہ واپس چلا گیا جانے سے پہلے آیا تھا آپ آرام کر رہی تھیں تو میں نے کہا نہ جگائے۔"

"اچھا چلو واپس بلا لینا اسے مجھے کندھا دے دے گا۔"

"کیا ہو گیا ہے کیسی باتیں کر رہی ہیں دیکھنا بالکل ٹھیک ہو جائے گی آپ اور جلدی گھر بھی چلی جائے گی۔"

"تم بے ناشتہ کیا ہے؟ یہ سب مرچ تیز کھاتے ہیں میرے پاس فون نہیں ہے تم اپنا فون دو میں نور کو کہو تمہارے لیے خود ہلکی مرچ اور کم تیل میں کھانا بنائے۔"

"بھابھی میں کہہ کر آئی ہوں وہ بنا دے گی آپکے لیے میں نے کچھڑی بنائی ہے تو اب آپ کچھڑی کھائے گی میں اچھو کھلاتی ہوں۔"

"ہاں بھوک تو محسوس ہو رہی ہے مگر یہ بتاؤ تمہارے بھائی نے کھانا کھایا؟ وہ صبح جلدی ناشتہ کرتے ہیں اور مجھ سے ہسپتال ملنے بھی نہیں آئے۔"

"بھابھی سب کی فکر ہے اپکو خود کی بھی فکر کر لیں اور بھائی اپکو پتا تو ہے انکا انہیں آپ چلتی پھرتی ہی اچھی لگتی ہیں بے شک زبان سے نہ کہے مگر اپکو ایسے لیٹا دیکھ تکلیف ہوتی ہے انکو ایسی لیے تو کہہ رہی ہوں جلدی ٹھیک ہو جائے۔"

"نہیں آئمہ اب بس ہو گئی ہے اب نہیں میرا دانیال کدھر ہے؟"

"وہ باہر کھڑا ہے میں بلاتی ہوں۔" آئمہ بیگم نے دانیال کو باہر سے بلایا جو ڈاکٹر سے بات کر رہا تھا۔  
تبھی بشری بیگم ایک سانس اندر کو کھینچ کر زور سے بولیں

"وعلیکم السلام! وعلیکم السلام! وعلیکم السلام!" تم لوگ بھی کہو وعلیکم السلام وہ اگتے ہیں۔ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ "کلمہ مکمل کرتے ہی وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی تبھی دانیال ڈاکٹر ڈاکٹر چینیخنے لگا۔ ڈاکٹر نے آکر مشینوں سے انکے سینے کو

دبایا مگر واقعہ فرشتے اچکے تھے سلام کر کے وہ جواب کے ساتھ جواب دینے والی روح کو بھی مسافر کر چکے تھے۔

شیشے کے پاس کھڑے دانیال اور آئمہ بیگم ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے زار و قطار آنسوؤں بہا رہے تھے جیسے ہی ڈاکٹر نے ان کے چہرے کو سفید چادر سے ڈھکا دانیال نے دل پھاڑ دینے والی چیخ ماری اور وہی زمین پر ڈگ گئی دیورا کے ساتھ لگی آئمہ بیگم نے بہت تسلی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا دانیال اللہ کی رضا ہے گھر فون کرو۔ " تبھی اس نے فون نکالا اور گھر فون ملایا۔

" اجاؤ سارے ماما چلی گئی۔ " کہہ کر وہ دھاڑے مار مار کر رونے لگا۔

" پھپھو میں بابا کو کیا جواب دوں گا میں کہہ کر آیا تھا میں ماما کو لے کر آرہا ہوں پھپھو میں نے حانیہ سے بولا تھا وہ ہسپتال نہ آئے میں ماما کو لیکر آتا ہوں پھپھو میں کیا جواب دوں گا پھپھو ماما کا دانیال تو اپنی بات سے کبھی پلٹا ہی نہیں تھا پھر کیسے آج قدرت نے اس کے الفاظوں کو پورا کرتے ہوئے اسکی ماں کو اس سے چھین لیا پھپھو میں نے کسی کو آنے نہیں دیا ہسپتال اب میں کیا کہوں گا سب کو میں نے کہا تھا ماما کو ان کے پیروں پر لیکر آؤں گا اب کیسے انہیں کندھے پر اٹھا کر لے جاؤ۔ " اس کا رو رو کر برا حال تھا آئمہ بیگم گم سم سی اس کی باتیں سن رہی تھیں ایک ایک منظر پہاڑ کی طرح گر رہا تھا تبھی دانیال کے دوست اور کزن ہسپتال پہنچ گئے دانیال کے گرد لوگوں کو دیکھ کر ڈاکٹر نے



ائمہ کے چھوٹے بھائی کے سامنے ایک صفحہ کیا جس پر دستخط کر کے ڈیڈ باڈی ان کے حوالے کر دی گئی۔

سارے گھر کو سونا کر جاتی ہیں

نجانے مائیں کیوں مر جاتی ہیں۔

"تم جا نہیں رہی اتل ایڈمیشن فارم اور ڈکومینٹ جمع کروانے؟"

"ہاں جانے لگی ہوں ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا بولا ہے وہ نکال لے تو بس جارہی ہوں۔"

"وہ کب سے انتظار کر رہا ہے جاؤ شاباش۔"

"اوکے اللہ حافظ۔"

"دھیان سے جانا بہت خوار ہونا پڑے گا ویسے تو ماما کی طبیعت سہی ہوتی تو میں چلتی اور لڑکوں سے راستہ مت پوچھنا گارڈز ہوں گے ان سے پوچھ لینا اور کوئی پوچھے تو نیو ہو بالکل مت بتانا۔"

"میں مانتی ہوں میری ہونے والی بھابھی جی کہ آپ پنجاب یونیورسٹی میں پڑھتی ہیں مگر یقین کریں میں نے بھی بی ایس سی جی سی یونیورسٹی سے کی ہے دو سال پڑھی ہوں یونیورسٹی میں.... مجھے پتا ہے یونیورسٹی کا بھی اور وہاں موجود لڑکوں کا بھی۔"

"پھر تو ٹھیک ہے لیکن یہ جن کلمات سے آپ نے مجھے مخاطب کیا ہے نا اس سے تھوڑا گریز کریں بڑی ممانی نے یا کسی اور نے سن لیا نا تو تمہیں پتا ہی ہے کیا ہو گا۔"

"ہاں پتا ہے اب اللہ حافظ۔" الوداعی کلمات ادا کر کے اتل گاڑی کی طرف چل دی وہ اپنی دھند میں چل رہی تھی جب اسکی ٹکر ایک فولاد نما وجود سے ہوئی۔

"آہ بھائی کیا یار دیکھ کر تو چل لیں سر پھوڑ دیا میرا۔"

"کہاں جا رہی ہو؟" تیمور نے جواب دینے کی بجائے سوال کیا۔

"یونیورسٹی جا رہی ہو ڈاکومنٹ دینے ہیں آج لاسٹ ڈیٹ ہے۔"

"اچھا دھیان سے سنو میری بات بشری ممانی کی ڈیٹھ ہو گئی ہے تو کوشش کرنا جلدی واپس اجاؤ پھر ہم راولپنڈی چلے گے۔"

"کیا بھائی یہ کیا کہہ رہے ہیں میری تو کل بات ہوئی نور بھابھی نے بات کروائی تھی آج کیسے؟"

آنتل کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی۔

"آنتل اللہ کی رضا ہے انسان کچھ نہیں کر سکتے اللہ کی امانت ہیں ہم اور ہمیں اس کی طرف ہی لوٹنا ہے۔ تم جاؤ شاباش سنبھال کر جاؤ خود کو جلدی آنے کی کوشش کرنا۔"

"جی بھائی وہ تیمور کے گلے لگنے کے بعد گاڑی میں بیٹھ گئی اور ڈرائیور زن کرتا گاڑی پنجاب یونیورسٹی کی طرف لے گیا۔"

سارے راستے اسکا رو رو کر برا حال تھا۔ "باجی تسلی رکھے اللہ کے کاموں میں انسان بے بس ہوتا ہے یونیورسٹی آنے والی ہے آپ اپنے انسو صاف کر لیں۔" ڈرائیور کی بات سن کر اس نے اپنے آنسو

پونچھے اور گاڑی میں رکھی بوتل سے پانی پیا اور ایک نظر اپنے حجاب پر ڈال کر وہ ڈرائیور کے گاڑی روکتے ہی گاڑی سے اتر گئی۔

اللہ کا نام لیکر اس نے یونیورسٹی میں پاؤں رکھا اور سیدھا ایڈمن بلاک کی طرف چل دی فارم ایڈمن بلاک سے ملنا ہے یہ بات اسے تب سے یاد تھی جب وہ عروہ کے ساتھ اسکا ایڈمیشن کروانے آئی تھی۔ آتے جاتے لوگوں کی اپنی طرف اٹھتی نظریں اسے کنفیوز کر رہی تھیں وہ پیاری تھی وہ خود بھی جانتی تھی مگر اتنی نہیں کہ ہر ایک نظر اسکا پیچھے تک تعاقب کریں تبھی اس نے رک کر ایک ونڈو کے شیشے سے خود کا جائزہ لیا گوری سی رنگت پر چمکتی کالی کالی آنکھیں گھنی پلکیں تھوڑی موٹی سی ناک جس کی وجہ سے ہمدان اسے پکوڑے جیسے ناک والی کہہ کر چڑاتا تھا بلیک جینز اور بلیک کرتے پر نیلے رنگ کی جینز کی جیکٹ پہنے سر پر حجاب کیے اسے اسکا حلیہ بالکل عام انسانوں کی طرح لگا۔

"اتل میڈم یہاں جی سی سے زیادہ لفنگے ملے گے اس لیے چپ کر کے چل۔" اپنا سر نفی میں ہلاتے وہ جلدی جلدی ایڈمن بلاک کی طرف چلنے لگی۔

فارم لیکر اس نے اپنے بیگ سے بال پوائنٹ نکال کر اس فارم کو مکمل کیا اور دوسرے ڈاکومنٹ اس کے ساتھ جوڑے تبھی اسکو یاد آیا وہ بابا کا آئی ڈی کارڈ نہیں لائی۔



"اللہ تعالیٰ بس عزت رکھ لینا آج جلدی سے کام ہو جائے تبھی اسکے موبائل کی بیپ بجی۔

"اتل دو بجے سے پہلے آجانا نکلنا ہے۔" عروہ کا مسیج دیکھ کر اس نے اوکے کا مسیج کیا اور دوبارہ ایڈمن بلاک کے آئی پی آفس میں گئی۔

"سر یہ فارم کہاں دینا ہے؟"

"کس ڈیپارٹمنٹ کی ہیں آپ؟"

"جی ایم ایس سی میتھ۔"

فارم کے ساتھ ڈاکومنٹ لگا دیے ہیں؟"

"جی سر بس بابا کا آئی ڈی کارڈ بھول گئی ہوں۔"

"کوئی بات نہیں وہ بعد میں دے جانا بیٹا اسکو پہلے انور صاحب ٹیسٹڈ کروائے پھر سدرہ میڈم سے اپروو کروا کر چیف ڈریکٹر تامیر صاحب سے اپروو کروا کر اپنے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ سے سائن اور

سٹپ لگوا کر جی پی روم ہے اس روم کے بیک پر ہے وہاں دے کر ان سے ایک رسید لے لیں پھر اس رسید کو ریکارڈ آفس دیکر فی واچر نکالوا لیں اور اگر فیس ساتھ لائی ہیں تو تائمر صاحب کے آفس کے سامنے ہی بینک ہے اس میں جمع کروا دینا لیکن جلدی کرو دو بجے بینک بھی بند ہو جائے گا اور تائمر صاحب بھی چلے جائے گے۔"

"انکی بات سن کر تو مانو اسکو چکر ہی اگئے تھے ممانی کی ڈیٹھ ایڈمیشن فارم لاسٹ ڈیٹ دو بجے تک گھر جانا اسے سب گھوما رہا تھا اور اسکی کلائی پر بندھی گھڑی گیارہ کا سگنل دے رہی تھی تبھی اس نے جلدی سے قدم اٹھائے اور بھاگتی ہوئی وہ میٹھ کے ڈیپارٹمنٹ پہنچی سر انور ڈاکومنٹ کو ٹیسٹ کرتے ہی بولے۔

"بیٹا تائمر کے پاس لے جاؤ ساتھ والا کرا چھوڑ کر اس سے ساتھ والے کمرے میں بیٹھا ہوا ہے۔

"جی سر۔" رسماً مسکرا کر وہ جلدی سے اس تک پہنچی۔

"اپکو ایک بات کی سمجھ نہیں آتی ہے؟ میں جب کہہ رہا ہوں پہلے پورے کرو ڈاکومنٹ پھر انا میں ایسے ہرگز سائن نہیں کروں گا۔" مردانہ گرج دار آواز سن کر اس کے تو اوسان ہی خطا ہو گئے ان دونوں لڑکوں کو کمرے سے باہر نکلتا دیکھ وہ تھوک نگلتی اندر داخل ہوئی۔

چوڑی پیشانی شیو سے بھرپور چہرہ چھ فٹ کے قد کاٹ کا وہ وجہیہ شکل و صورت کا مرد خود کے وجود کو کالی جینز اور سفید شرٹ میں ملبوس کیے ماتھے پر بل ڈالے کچھ نوٹس کو دیکھ رہا تھا۔

"السلام علیکم! سر پلیز اپرواٹ....."

"اس نے جواب دیئے بغیر میرٹ نکالا اور ڈاکومنٹ دیکھنے لگا۔

"بابا کا آئی ڈی کارڈ کہاں ہے؟"

"سر ایچپولی بائے چانس آئی فور گٹڈ۔"

"تو خود کو بھی گھر بھول جانا تھا۔"

"سوری۔"

"آئی ڈونٹ نیڈ یور سوری جائے اور آئی ڈی کارڈ لیکر آئے۔"

"سر میری ممانی کی ڈیتھ ہوگئی ہے بابا آؤٹ آف سٹی ہیں میں کلاسز کے دوران لے اوں گی۔"

"تو ایڈمیشن بھی تب کرو لینا۔" کانٹے دار لہجے میں کہہ کر وہ اس کے فارم پر کچھ لکھنے لگا۔

"لکھ دیا ہے کہ آئی ڈی کارڈ مس ہے۔"

"اوکے سر تھینک یو۔" سکون کا سانس بھرتی وہ باہر آگئی۔

"اب محض میم سدرہ سے سائن رہ گئے ہیں اور ابھی بارہ بجے ہیں۔"

تبھی اس نے ایک جاتی لڑکی سے میم سدرہ کا آفس پوچھا اور جلدی سے ان کے کمرے کی طرف بڑھ دی

"السلام علیکم میم!"



"وعلیکم السلام آجائیں بیٹا۔" انہوں نے بہت پیار سے اس کے ہاتھ سے ڈاکو منٹس لیے اور بیٹھنے کا اشارہ کیا رسماً سا مسکرا کر وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"کتنا فرق ہے ان میم میں اور ان سر میں استاد ہوں اور لہجے میں نرمی نہ ہو تو فائدہ کیا ہے استاد ہونے کا.....؟"

"بیٹا یہ آپکی ڈگری کا سال غلط لکھا ہوا ہے اسے ٹھیک کروا کر دوبارہ سائن کروا کر لیکر آئے۔" ان میڈم نے اسکو سوچوں کے میدان سے نکال کر حقیقت کی دینا میں دھکیلا دوبارہ سارا پروسیس کرنا پڑے گا یہ سوچ کر تو اسکی ٹانگیں ہی کانپنے لگی تھی گھڑی ایک کا ہندسہ بجانے کو تھی

"کچھ ہو نہیں سکتا میرا جانا ضروری ہے میری فیملی میں ڈیٹھ ہوگئی ہے۔"

"بیٹا اگر ہو سکتا تو میں کر دیتی آپ جاؤ نہیں تو نماز کے لیے چلے جائے گے سر انور اور ڈاکٹر تامیر۔" میم کی بات سن کر اس نے دوڑ لگائی اور جلدی سے آفس پہنچی فارم دوبارہ فل کر کے ابھی وہ سر انور کے پاس جانے ہی لگی تھی کہ سر انور اسے نظر آئے اس نے بھاگ کر ان سے سائن کروائے اب مسئلہ ایک شخص کے پاس جانا تھا جس کا سوچ کر اس کو خود کی ہونے والی بے عزتی پر کوفت ہونے لگی۔

"اتل جو بھی ہے کرنا تو ہے جانا تو ہے اللہ کا نام لے اور چل دے۔"

اتل تامیر کے آفس کی طرف چل ہی رہی تھی کہ اسکو وہ ایک کلاس میں پڑھاتے نظر آئے تو وہ اسی کلاس کے باہر رک گئی۔ پانچ منٹ کے بعد اس کی نظر اچانک باہر کھڑی اتل پر پڑی تو وہ باہر آگیا۔

"جی فرمائیے؟" وہی اکھڑا لہجہ..

"سائن کروانے تھے۔" اس نے چپ کر کے فارم پکڑا اور جینز کی جیب میں ہاتھ ڈالا مگر بال پوائنٹ نہ ہونے کی وجہ وہ اس سے گویا ہوا؟

"ہیو یو آ بال پوائنٹ؟"

"یس سر۔" اس نے جلدی سے بال پوائنٹ اس کے ہاتھ میں دی اور سائن کروا کر میم کی طرف چل دی میم سدرہ سے سائن کروا کر وہ جلدی سے ایچ او ڈی کے آفس کی طرف بھاگی وہ اپنی دھن میں تیزی سے چل رہی تھی کہ اچانک سے وہ کسی فولاد نما وجود سے ٹکراتے ہوئے مڑتے پاؤں کی

وجہ سے وہ کچھ موجود سیڑھیوں کی طرف گرنے لگی پیچھے کی گہرائی کو دیکھ کر وہ چیخ مار کر آنکھیں  
بھینچ گئی۔

اس سے پہلے وہ نیچے گرتی اس فولاد نما شخص نے اس کی بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا خود کے  
وجود کو کسی حصار میں پا کر اس نے فٹ سے آنکھیں کھولی۔

وہی سفید سا شیو سے بھرپور چہرہ چوڑی پیشانی پر تیوڑیوں کی لکیریں دیکھ کر اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی  
رہ گئی وہ ٹکر ٹکر ماؤف دماغ سے اس انسان کے چہرے کو تکتے لگی۔

"اندھی تو آپ یقیناً ہے ہی لیکن گرتی پڑتی بھی رہتی ہے یہ بھی انکشاف ہو گیا ہے اتنی ہی جلدی تھی  
تو بی ایس سی میں انسانوں کی طرح پڑھ لینا تھا تا کہ جلدی ایڈمیشن ہو جاتا۔" ایک جھٹکے سے اس کو  
خود سے دور کرتا وہ اپنے بالوں کو انگلیوں سے ٹھیک کرتا آگے کی طرف بڑھ دیا جبکہ وہ گم سم سی  
اسے جاتے دیکھتی رہ گئی تبھی اس کے فون کی گھنٹی بجی ماہ جبین بھا بھی کالنگ دیکھ کر اپنے حواس میں  
لوٹی اور فون اٹھایا۔

"اتل کہاں ہو؟ کب تک او گے چچی جان کی کال آئی ہے وہ کہہ رہی ہے تمہیں لازمی لیکر آئیں کب  
تک آؤ گی سب انتظار کر رہے ہیں۔"

"بھابھی بس نکلنے لگی ہوں۔" اس نے مختصر جواب دیکر فون کاٹ دیا اور ایچ او ڈی کے آفس کی طرف بڑھی اندر جانے ہی لگی تھی کہ پیچھے کسی گونج دار مردانہ آواز سن کر مڑی۔

"لڑکی سر نماز کے بعد گھر چلے جاتے ہیں چار بجے انا۔"

"کیا لیکن آج تو آخری ڈیٹ ہے اور میں چار بجے تک نہیں رک سکتی آپ پلیز انہیں بلا دے۔"

"ہم کیسے بلا دیں اب تو چل گئے وہ اب تم بھی ہٹو ہم نے ابھی آفس صاف کیا ہے۔" اس چپڑاسی نے اسے جھاڑ کر پیچھے کیا اور وہ لاچارگی سے پیچھے ہو گئی۔

"اللہ آج لاسٹ ڈیٹ ہے اگر آج نہ ہوا تو میرا ایڈمیشن کینسل ہو جائے گا میرا خواب میری منزل سب ادھورا رہ جائے گا میں اب کیا کروں اللہ تعالیٰ آپ ہی کوئی راستہ دکھائے۔" دیوار کے ساتھ لگی آفس کو دیکھتی مسلسل وہ آنسو بہا رہی تھی کہ تبھی قدرت نے اسے دوبارہ فرشتہ بنا کر اس کے سامنے بھیج دیا۔



"اب کیا کر دیا ہے پھر سے فارم غلط ہے؟" وہ اس کے سامنے آتے ہی اسی اکھڑے لہجے میں اس سے گویا ہوا۔ اسکو اپنے سامنے دیکھ کر اسکا حلق تک کڑوا کو گیا تھا مگر استاد تھے جواب تو دینا تھا۔ ایک سانس اندر کو کھینچ کر وہ آنسو صاف کرتی سر نفی میں ہلا گئی۔

"تو پھر یہاں کھڑی ہو کر یہ گنگا کس لیے بہا رہی ہیں؟"

"وہ سر چلے گئے ہیں اور میری ممانی کی ڈیٹھ ہو گئی ہے مجھے جانا ہے سر چار بجے ائے گے۔"

"ادھر دو فارم۔" اس نے آبرو چڑھاتے ہوئے اس سے فارم پکڑا۔

"کل مجھ سے اکر فارم لے لینا۔"

"مگر لاسٹ ڈیٹ تو آج ہے۔"

"تو؟ فیس فائن کے ساتھ کل بھی جمع ہو سکتی ہے پتا نہیں کس گم سم یونیورسٹی سے بی ایس سی کی ہے۔"

"آپ کیا کرے گے؟" اس نے معصومیت بھرا سوال کیا۔

"انکو پھاڑ کر کوڑے دان میں پھینک دوں گا ظاہر سی بات ہے سائن ہی کروانے ہیں صفدر صاحب آتے تو سائن کروا دوں گا آپ کل لے لیجئے گا۔"

"آپ سے کل کہاں فارم لینا ہے؟ اس نے ایک اور سوال داغا

"کوہ قاف آکر یا دنیا کے دوسرے کونے پر۔" اس کا جواب سن کر ششدر رہ گئی۔

"میں یونیورسٹی میں ہی موجود ہوتا ہوں میرے آفس سے لے لیجئے گا اب آپ احمقانہ سوال کرے گی کہ وہ کہاں ہے تو اس لیے نمبر لکھ لے میرا کل آکر یونیورسٹی کال کر دیجئے گا تو جو جگہ بتاؤ اسے اس ہاتھ میں پکڑے فون کے اندر لگے جی پی ایس سے ٹریس کر کے پہنچ جانا۔" فون نمبر مکمل لکھوا کر وہ اسکا جواب سنے بغیر آگے کی طرف چل دیا اور وہ گہرا سانس کھینچ کر گیٹ کی طرف چل دی۔

ائمہ کا رو رو کر برا حال تھا وہ عجیب سی کیفیت میں اپنی ماں کے گٹنے پر سر رکھ کر بیٹھی تھی ننھیال میں نانا نانی کا، پیار اسے بڑے ماموں اور ممانی سے ہی ملا تھا چھوٹے دونوں ماموں بھی بہت پیار کرتے تھے مگر جو پیار انہیں بشری بیگم اور ان کے شوہر نے انہیں اور انکی خالہ کے بچوں کو دیا تھا وہ پیار کوئی بھی نہیں دے سکتا تھا ماں باپ کو لجو دینے کی اذیت کیا، ہوتی ہے یہ حانیہ اور دانیال کے مایوس، پھیکے چہرے چیخ چیخ کر بتا رہے تھے ماں کے بعد زندگی کیسے گزرے گی یہ بات اس کو مکمل طور پر توڑ رہی تھی درد کی تکلیف وہاں موجود ہر انسان کے لہجہ سے عیاں تھی قرآن خانی کے بعد اٹل اپنی تائی پھپھو اور عروہ کے ساتھ گھر آگئی اسکا گھر آنا ضروری تھا فارم کو فل کرنا اور فیس جمع کروانا اس کے سر پر بالکل تلوار کی طرح لٹک رہا تھا جبکہ باقی سب ائمہ بیگم کے ساتھ وہی رک گئے رکنا وہ بھی چاہتی تھی مگر ائمہ بیگم نے اسے خود بھیج دیا تھا۔

"السلام علیکم امی!" کیسی ہیں آپ؟ گھر میں سب کیسے ہیں؟"

"وعلیکم السلام خوش رہو آباد رہو اللہ ہمیشہ تمہیں سلامت رکھے میں ٹھیک ہوں میرا بچہ تم ٹھیک ہو صنا بل نے بتایا تمہاری طبیعت خراب ہے۔"

"امی بکواس کرتا ہے بالکل ٹھیک ہوں۔" تامیر نے جواب دیتے کشن اٹھا کر موبائل چلاتے صنابل کو مارا ابھی صنابل کچھ بولتا کہ تامیر کی گھوری کو دیکھ کر چپ کر گیا۔

"تم گھر کب آؤ گے؟"

"امی اگلے ہفتے آؤں گا اس ہفتے تو کافی کام ہے وہ مکمل کر کے پھر ہی آؤں گا پورا مہینہ تو آپکے پاس رہا ہوں مجھے یہاں اے ایک ہفتہ ہوا ہے اور آپ واپس بلا رہی ہیں۔"

"ماں ہوں تمہاری فکر ہوتی ہے تمہاری..... ماں سے اولاد ایک دن بھی دور رہے تو ماں کو دن پہاڑ جیسا لگتا ہے اور تمہیں گئے تو ہفتہ ہو گیا ہے۔"

"اجاؤں گا پریشان نہ ہوں تحریم کیسی ہے کدھر ہے بات کروائے میری۔"

"میری بھی بات کروانا ذرا تحریم سے ایک بات کہنی ہے۔" تحریم کا نام سن کر صنابل بھی جلدی سے بولا تو تامیر نے فون لاؤڈ-اسپیکر پر لگا لیا۔

"السلام علیکم بھائی۔"

"وعلیکم السلام کیسا ہے میرا بچہ۔"

"میں بالکل ٹھیک آپ ٹھیک ہیں؟ صنابل بھائی کیسے ہیں؟"

"واہ آج دونوں بہن بھائیوں کو ایک دوسرے کی یاد آرہی ہے یہ پاس ہی ہے کرلو بات۔"

"السلام علیکم بھائی۔"

"وعلیکم السلام گڑیا کیسی ہو؟"

"میں بالکل ٹھیک خیر ہے میں اچکویاد ارہی ہوں۔"

"ہاہاہاہا! جب بندہ خواب میں چڑیل کو دیکھ کر ڈر جائے تو اس کو چائیے کہ اگلے دن چڑیل سے پوچھ لے کہ کیا چائیے ہے یہ نہ ہو اگلی رات وہ چڑیل پھر آکر جینا حرام کر دے۔" صنابل نے جلدی سے ویڈیو کال آن کی۔



"حد ہوتی ہے بھائی وہ فون منہ کے سامنے کر کے چینی۔"

"صحیح کہا تھا چڑیل میں نے۔" صنابل اسکی طرف دیکھتے ہوئے مسکراہٹ دبا کر بولا۔ صنابل کی بات سن کو وہ تائیر بھی مسکرا پڑا اور وہ برا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

"اچھا یار مذاق کر رہا تھا دراصل میں آنے کا سوچ رہا ہوں اسلام آباد تو تم میرے لیے سندھی بریانی اور لذانیہ بنا کر رکھنا میرا بہت دل کر رہا ہے۔" ابھی صنابل کی مکمل بات سن کر تحریم کوئی جواب دیتی اس سے پہلے ہی تائیر بول پڑا۔

"نوکر لگی ہے کیا میری بہن جو تمہارے لیے کھانے بنائے اپنے ماما بابا کو پاکستان بلاؤ اور انہیں کہو تمہاری شادی کر دیں تاکہ تم اپنی بیوی کو تنگ کرو نہ کہ میری بہن کو....." تائیر دھونس جھاتا ہوا بولا۔

"تحریم میرے بچے....." صنابل نے تحریم کو سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے پکارا وہ جانتی تھی اب طنز و مزاح کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے تو وہ سکون سے صوفہ پر بیٹھ کر صنابل کی طرف متوجہ ہوئی۔

"جی بھائی؟" اس نے اس کی پکار پر لبیک کہتے اسے مخاطب کیا۔

"تم نے سنا ہے خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدلتا ہے۔"

"جی بھائی بالکل۔" تحریم نے تو صبح میں سر ہلایا۔

"اور تم نے یہ بھی سنا ہو گا کہ دوستوں کے رنگ دوستوں پر بھی چڑھتے ہیں۔" وہ تائمر کی طرف اپنی آنکھوں کا زاویہ گول کرتے ہوئے بولا جو ریموٹ کو ہاتھ میں پکڑے صوفے پر آدھے بیٹھے اور آدھے لیٹے انداز میں اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

"شباباش اسی وجہ سے مجھ پر بھی تمہارے بھائی کا رنگ چڑھ گیا ہے جیسے وہ کہتا ہے کہ میں نے شادی نہیں کرنی ویسے ہی میں بھی یہی کہتا ہوں دوست ہوں زندگی بھر ساتھ دوں گا اسکا دونوں بزرگ لاٹھی ہاتھ میں پکڑ کر سفید سوٹ پہن کر مسجد سے باہر بیچ پر بیٹھ کر نوجوان لڑکے لڑکیوں کو دیکھ کر کہے گے ہمارے نصیب میں کیوں کوئی نہ تھی کیوں؟" صنابل روہانسی آواز میں بولا تو تحریم کا قہقہہ چھوٹا جبکہ تائمر تو اسکی اکیٹنگ کو ہی دیکھتا رہ گیا۔

"پھر ہم کہے گے کوئی نہیں ہمیں جنت میں حوریں ملے گی۔" اس نے سامنے بیٹھے تائمر کو اور چڑایا۔

"جنت میں وہ حوریں بھی تو دنیا والی وہی عورتیں ہوں گی۔" تحریم بات کو تول دیتے ہوئے بولی۔

"عورت کچھ بھی ہو گی مگر جنت میں حور نہیں ہو سکتی اور اب تم فون بند کرو اور جا کر اپنے پروجیکٹ پر کام کرو۔" تحریم کی بات سن کر تامیر نے فوراً سے جواب دیا اور صنابل کے ہاتھ سے پکڑ کر فون کاٹ دیا اور صنابل اس کے ایسے رد عمل سے واقف تھا اس سے اس نے زیادہ مزاحمت نہ کی۔

"تمہاری کل کائنات اس لڑکی پر ہی ختم ہے کیا؟" تامیر صنابل کی بات پر ٹٹھا فون کو چارجنگ لگاتا اس کے ہاتھ ایک دم سے رک گئے مگر وہ گہرا سانس لیکر فون چارجنگ لگا کر سامنے صوفے کی طرف مڑا۔

"جیسے پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتی ویسے ہی لوگ بھی یکساں نہیں ہوتے تامیر۔" صنابل نے اسے دوبارہ مخاطب کیا۔

"میں اس بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا ہوں جو ہونا تھا ہو گیا۔" اس نے اپنے جبرے زور سے دباتا ہوئے کہا۔

"جو ہونا تھا اگر ہو گیا ہے تو تم بھول کہ آگے کیوں نہیں چلے جاتے کیوں وہی اُسی ماضی میں جی رہے ہو۔"

"ریاضی کا بندہ ہوں جو چیز ممکن نہیں ہوتی اسے ممکن لیکر چلتے ہیں اور آخر پر ممکن بنا دینا کام میں شامل رہا ہے میرے.... اس لیے یہ ناممکن چیز ہضم نہیں ہو رہی ہے۔" وہ کہی کھو کو بولا۔

"تحریم نا ایک ناول پڑھ رہی تھی "سفر یقین محبت۔" تو میں نے اس سے وہ ناول چھین لیا کہ پہلے چائے بنا دو پھر پڑھنا تو اس کے جاتے ہی میں پڑھنے لگا تو اسکی کچھ لائنز مجھے بہت خوبصورت لگی اور وہ یہ تھی کہ.....

"وہ جو اوپر ہے نا وہ سب جانتا ہے کسی کی کوشش کو رد نہیں کرتا بس کوشش کرنے کے طریقے دیکھ کر وہ چیز مقدر میں لکھ اور مقدر سے مٹا دیتا ہے۔ بعض دفعہ وہ چیزیں مانگنے والے کے لیے بہترین ہوتی ہیں اور بعض اوقات وہ چیزیں انسان کو آنے والی زندگی کو سمجھانے کے لیے عطا کر دی جاتی ہیں۔

کیا واقعی کچھ چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں تو وہ مل جاتی ہیں

ہانچی پتر جی! مل جاتی ہے مگر ان کے لیے کی گئی کوشش حلال اور جائز ہونی چاہیے اور کبھی بھی ناجائز طریقوں سے منزلیں نہیں ملا کرتیں

جب اپنی منزل کو پانے کے لئے تم اُس پوری کائنات کے مالک سے رجوع کرتے ہو نا تو وہ اپنے بندے کو ہرگز مایوس نہیں کرتا۔

تم اپنی منزل کو پانے کے لئے دعا اُس سے کرو اور کوشش اور نیت خود کی صاف پاک اور حلال رکھنا پھر وہ وہ کریں گا جو تمہارے حق میں بہتر ہو گا

بابا جی محبت حلال ہوتی ہے نا؟؟؟

بابا جی یہ سن کر مسکرانے لگے۔

میں جانتا تھا کہ یہ اداسی یہ تناؤ یہ رنجش کی لکیریں تمہارے چہرے میں اس راستے کو بھٹک جانے کی نہیں ہے



پتر جی! تم سوٹ بوٹ بڑی بڑی گاڑیوں میں پھرنے والے امیر زادوں کے نزدیک محبت کا مطلب کیا ہے میں نہیں جانتا...

مگر میں یہ جانتا ہوں محبت بہت پاک چیز ہے محبت بہت ہی پیارا اور پرسکون جذبہ ہے یہ گناہ نہیں۔ ہے بلکہ یہ گناہ ہو ہی نہیں سکتی کیوں کہ جو چیز آپ کو سجدہ کرنا سکھائے دعا مانگنا سکھائے یقی۔ن رکھنا سکھائے صبر اور شکر کے آداب سکھائے وہ کبھی گناہ ہو ہی نہیں سکتی تو جب وہ گناہ نہیں تو حرام کیسے ہوئی؟ جب حرام نہیں ہے تو پتر جی پھر تو حلال ہوئی نا؟

اور پاک چیزیں ہمیشہ حلال ہوا کرتی ہیں مگر پتا ہے انہیں حلال کرنے کے لیے کچھ کوششیں کرنی پڑتی ہیں

کچھ آزمائشوں پر پورا اترنا پڑتا ہے ورنہ محبت تو بہت معصوم ہے اتنی معصوم شے کہ اس کا اسیر آدھی زندگی کسی ایسے انسان کے پیچھے برباد کر دیتا ہے جو اس کا ہوتا ہی نہیں اور باقی کی آدھی زندگی اسی چھتاوے میں گزار دیتا ہے کہ وہ میرا کیوں نہیں ہوا۔

مگر پتر جی! پتا ہے محبت کب تک پاک رہتی ہے جب تک تم اپنے خیالات میں اُسے حلال مقام دینے کا سوچتے رہو دل میں حلال مقام کا ارادہ کرتے ہو اور اس ارادے اور اس خیال میں زرہ بھر کی بھی

ناپاک شامل ہو جائے نا تو محبت حلال نہیں رہتی۔" اس نے ایک ایک حرف تا میر کے گویا کر دیا بالکل ویسے ہی جیسے وہ کتاب سے دیکھ کر پڑھ کر سنا رہا ہو اس کی بات سن کر تا میر سر جھکا گیا۔

"میری محبت ناپاک تھی؟" وہ سر اٹھائے بغیر بولا۔

"تا میر میں نہیں جانتا میں اس جذبے سے روشناس نہیں ہوا مگر میں یہ جانتا ہوں محبت پاک ہوتی ہے وہ پاک رشتوں میں ہی پنپتی ہے اور پاک رشتے محض وہ ہوتے ہیں جو محرم ہوں اور نامحرم دو لوگوں میں پسند کا کوئی معاملہ ہو سکتا ہے محبت کا نہیں اور یہ گناہ کی ایسی دلدل ہے جس میں انسان دھنستا جاتا ہے اور جب وہ اس دلدل میں دھنس کر بہت تھک جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اسے اس دلدل سے باہر کرنے کے لیے کسی ایک کا دل پھیر دیتے ہیں تاکہ دوسرے کو بھی آزادی مل جائے ہدایت کا راستہ مل جائے تیرے ساتھ بھی اللہ نے یہی کیا ہے تا میر تو اس انسان کے لیے بے قرار ہے جو تیرا تھا ہی نہیں۔ میری بات مان لے شادی کر لے یقین کر ایک عورت مرد کو مکمل کر دیتی ہے۔"

"اگر وہ وفادار ہو تو..... مگر وفا....." ہر بلا سر پہ آجائے لیکن

بے وفاؤں سے اللہ بچائے....." وہ تلخ بول کر گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر نکل گیا اور صناہل اسکی پشت کو تکتا رہ گی۔

خالی نہیں رہا کبھی آنکھوں کا یہ مکاں

سب اشک بہہ گئے تو اداسی ٹھہر گئی

وہ جلدی سے بریڈ پر جیم لگا کر سینڈوچ اٹھا کر بھاگی اسکی یونیورسٹی کا یہ پہلا دن تھا کلاس کو شروع ہوئے دس دن ہو گئے ہیں یہ بات اسے کافی پریشان کر گئی تھی اسی لیے اس نے فیس جمع کروانے کے ساتھ ہی کلاس لینے کا ارادہ کیا تھا عروہ کی کلاس دو بجے تھی اس لیے اسے اکیلے ہی یونیورسٹی جانا پڑا تھا یونیورسٹی پہنچ کر وہ جلدی سے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھی اور گہرا سانس لیکر اس نے بیگ سے فون نکالا اور کال ملانے لگی۔ مسلسل بیل جا رہی تھی مگر دوسری جانب سے کال نہیں اٹھائی جا رہی تھی ہو سکتا ہے کہ انہیں ہو کہ کوئی ان ناؤن نمبر ہے اس لیے کال نہ ریسپونڈ کر رہے ہوں میں مسیج کر دیتی ہوں مگر انہیں کیا پتا میں کون ہوں کیا لکھوں؟

السلام علیکم اٹس می اتل..... مجھے میرے ڈاکو..... " ابھی اس نے اپنی بات کو ترتیب بھی نہیں دیا تھا کہ ہاتھ میں پکڑا فون بجا ڈاکٹر تامیر کالنگ دیکھ کر اس نے جلدی نے کان کو فون لگایا۔

" السلام علیکم۔ " وہ گھمبیر سی آواز میں بولا۔

" وعلیکم السلام۔ " وہ ہونٹ دباتی آہستہ سے بولی۔

" این 8 میں ہوں وہاں آجائے۔ "

" جی..... " اسکا جواب سن کر اس نے فون کاٹ دیا اور وہ چلتی ہوئی این 8 تک پہنچ گئی نیلے کرتے اور سفید ٹراوسر پہنے بالوں کو پونی میں باندھے سفید دوپٹے کو گلے میں رول کیا وہ کوئی معصوم سی گڑیا لگ رہی تھی انگلیوں کو مسلتے وہ اس روم کے باہر پہنچی اسے باہر دیکھ کر ڈاکٹر تامیر نے پوڈیم سے اس کے ڈاکو منٹس اٹھائے اور اسکی طرف بڑھے۔

" السلام علیکم..... "

"یہ سائن ہو چکے ہیں آئی ڈی کارڈ کی کاپی لائی ہیں؟" اس نے سلام تک کا جواب دیئے بغیر اپنی بات کہی۔

"جی" اتل نے جلدی سے آئی ڈی کارڈ کی کاپی دی اس پر کٹ لگا کر اس نے سائن کیے۔

"اس کو اس کلاس کے بعد سبمنٹ کروا کر واؤچر لیکر بینک فیس جمع کر دینا اور فیس سلپ رجسٹریشن آفس میں جمع کروانے کے بعد جو یو جی فارم ملے گا اسے دھیان سے فل کر کے ایڈمن پینل میں دے انا مگر فحالی کلاس

لو۔" اپنی بات کو مکمل کر کے وہ دوبارہ کلاس میں چل دیا اور وہ بھی مریل سی چال چلتی اس کے پیچھے چل دی۔

"کہاں آرہی ہیں آپ؟" وہ اسکو اپنے پیچھے آتا دیکھ آنکھیں کھول کر اسکو مخاطب کرتا ہوا گویا ہوا۔

"اگر منہ پر آنکھیں نہیں ہے تو میری آنکھوں سے باہر لگا بورڈ دیکھ لیں بی ایس میتھ فورٹھ سمیسٹر اگر دوبارہ بس ایس سی کرنی ہے تو شوق سے اجاؤ۔" اسکی بات سن کر اس نے اپنی عقل کو پیٹا۔



"یہ کہاں پھنس گئی ہوں۔" منہ میں بڑبڑاتی ساری کلاس کی نظروں کو خود پر مرکوز دیکھ کر وہ چپ چاپ کلاس سے نکل گئی۔

"علی جاؤ اسکو اسکی کلاس بتا کر آؤ ایم ایس سی کی ہیں کیو 11 میں ہے نیو بلاک کے بیک پر۔" اسکے جاتے ہی اس نے کلاس سے ایک لڑکے کو اسکے پیچھے بھیجا۔ بھاگ کر اس کے پیچھے جاتے علی نے اسے پکارا۔

"وائٹ اسکارف والی میم۔" اتل ادھر ادھر دیکھ کر ایک دم مڑی۔

"اپکو ہی بلا رہا تھا۔ اپکا نام نہیں پتا تھا اس لیے اپکو یوں آواز دی۔"

"جی کہے؟" اتل اسکی بات کو نظر انداز کرتے انداز میں گویا ہوئی۔

"وہ مجھے ڈاکٹر تائمر نے بھیجا ہے تاکہ میں اپکو آپکی کلاس تک چھوڑ آؤں۔"

"نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی چلی جاؤں گی۔" وہ منہ موڑتے ہوئے بولی۔

"دیکھے نیو بلاک ابھی بنا ہے تو زیادہ سٹوڈنٹ کو تو پتا ہی نہیں ہے اور یہ لاہور ہے غلط راستہ بتانے والے سارے یہی رہتے ہیں اس لیے سر نے بھیجا ہے تو میں اپکو چھوڑ دیتا ہوں ویسے بھی پہلی کلاس ڈاکٹر تامیر ساتھ ہی ہے آپکی کلاس میں دیر سے آنے کی وجہ سے اس سے بھی زیادہ انسلٹ کر دے گے۔"

"تمہارے اس ڈاکٹر کو صرف انسلٹ ہی کرنے آتی ہے؟" وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے چڑ کر بولی۔

"ارے ایسا نہیں ڈاکٹر صاحب بہت اچھے ہیں میرے تو فیورٹ ہیں بس کچھ اصول و ضوابط والے ہیں اگر انہیں مانو تو کچھ بھی نہیں کہتے۔"

"جی پتا ہی چل رہا ہے پچھلے دو دن سے۔" وہ منہ میں بڑبڑائی۔

"ویسے ایک بات بتائیں آپ ڈاکٹر صاحب کی رشتہ دار ہیں؟"

"کیوں اپنے کیوں پوچھا۔" وہ اس نارمل سے قد کے سانولے سے لڑکے کے سوال پر چونک کر بولی۔

"نہیں وہ سر نے ایسے بھیجنا ورنہ وہ کبھی نہیں بھیجتے چوتھے سمیسٹر میں ہوں دو بار پڑھا سر سے کبھی بھی نہیں ایسے بھیجتے میں سوچا شاید وہ آپکے کوئی خاص ہیں۔"

"استغفر اللہ خاص..... اللہ ایسے دن کبھی نہ لائے..... کہ انہیں خاص بنانے کی یہ بننے کی نوبت آئے.... خیر ایسا کچھ نہیں ایسے ہی رحم آگیا ہو گا۔"

"ہاہا یہ بھی ٹھیک ہے۔" وہ اس کے بنتے بگڑتے موڈ کو دیکھ کر مسکرا کر بولا۔

"آپکی کلاس آگئی آج پہلا دن آپکی کلاسز کا امید ہے کہ اچھا گزرے گا۔"

"دس دن سے ہو رہی ہیں کلاسز کیا خاک اچھا ہو گا۔"

"دس دن سے؟ نہیں تو آج پہلا دن ہے کل سے سٹارٹ ہوئی لیکن کل کلاسز نہیں تھی سیمینار تھا۔"

"اتل اسکی بات سن کر حیران رہ گئی اور اسے عروہ کی بتائی بات پر انتہا کا غصہ آیا مگر وہ خود پر کنٹرول کر کے ہلکا سا مسکرائی اور کلاس میں چلی گئی جبکہ وہ لڑکا بھی اپنی کلاس کی طرف چل دیا۔ پوری

کلاس خالی تھی بس ایک کرسی پر ایک سفید رنگ میں ملبوس خوبصورت سی لڑکی کو اپنے دھیان میں فون چلاتا دیکھ وہ اس کے پاس والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"السلام علیکم! اس نے معتبر طریقہ سے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔" وہ اسکی آواز سن کر جلدی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی۔

"آئی ایم اتل اینڈ یو؟

"آئی ایم ہالہ نور۔" وہ موبائل بیگ میں رکھ کر اسکی طرف مکمل متوجہ ہوئی۔

"آپ کا نام آپکی طرح بہت پیارا ہے۔" اتل نے بغیر تہمید کے سیدھی بات کہی۔

"بہت شکریہ مگر اچو تعجب ہو گا کہ میں بھی یہی کہنے لگی تھی۔"

"ہاہا شکریہ۔" اتل بہت گہرا سا مسکرا کر بولی۔

"اپنے بی ایس سی کہاں سے کی؟" ہالہ اس سے گویا ہوئی۔

"جی سی یونیورسٹی سے اور آپ نے؟"

"میں نے ایجوکیشن یونیورسٹی سے۔"

"یہ پہلی کلاس ہے نا؟" اتل نے توضیح چاہی۔

"ہانچی پہلی ہے اور سات بجے تک چلے گی۔"

"سات بجے تک؟ اتل حیران ہوئی۔

"آپ نے یو جی فارم فل نہیں کیا؟" اس کے حیران ہونے پر اس سے سوال کیا۔

"نہیں ابھی نہیں اس کلاس کے بعد کروں گی مگر آپکو کیسے پتا؟"



"اس کلاس کے بعد والی کلاس فری ہے تو اس میں کر لیں گے باقی بات رہی مجھے کیسے پتا اگر اپنے یو جی فل کیا ہوتا تو وہ اپکو ایک نمبر دیتے جس پر اپنے مسیج کرنا تھا تو اپکو ساری ڈیٹیل مل جانی تھی کلاس کہاں کب ہے کہاں نوٹیفکیشن لگا ہوا ہے وغیرہ وغیرہ۔"

"آؤ سہی دراصل میری فیملی میں ڈیٹھ ہو گئی تھی اس لیے دیر ہو گئی آپ نے کل سیمینار کیا تھا ایڈیٹر؟" اتل نے دوبارہ سوال کیا۔

"نہیں مجھے لگا ہی نہیں کرنا چاہیے ہے دو سال یہی ہیں اتنے سیمینار آئے گے کہ لگ پتا جائے گا۔"

"ہممم یہ بھی ہے۔" وہ دونوں ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھیں اور اسی دورانہ میں کلاس میں طلبہ ارہے تھے ایک دوسرے کو اپنا تعارف کروا رہے تھے تبھی وائٹ جینز اور سیلو شرٹ پہنے آستین کو اوپر چڑھائے بالوں کو خوبصورتی سے ایک طرف سیٹ کیا وہ خوبرو سا جوان کلاس میں داخل ہوا اسکو دیکھ کر سب کی آوازیں بند ہو گئی۔ اس نے لیپ ٹاپ پوڈیم پر رکھا اور ایک سوئیچ سے پروجیکٹر شیٹ آن کی مائک کو ڈس سیٹ کر کے اس نے اپنا لیپ ٹاپ اپنے سامنے آن کیا اور اس کی سکرین کو ایک دفعہ دیکھ کر وہ پوڈیم سے تھوڑا سا باہر ہوا۔

So, Attentively listen to me I will not repeat my words. Firstly I'll “ introduce myself to all of you then we will discuss our subject and other stuff. I am Dr. Tameer shah professor and associated chief director of your department. My home city is Islamabad and this one is mine 2nd batch in this university. I have done my PhD from University of Toronto and I also get a degree of Mphil from The University of British Columbia. Before it for MSc I were the student of QAE. Furthmore, I got my BSc degree from NUST University Islamabad. And this introduction is enough to all of you hope so our journey will be amazing and memorable I will teach you two courses and you all will be familiar with it and now If you want to ask me anything about my self you can ask now because after this I don't think so you will get a time for it. Now I am telling to my some rules and regulations .....about my class you must have to follow it

” ایک جملہ میں اپنے تمام طلبہ کو کہتا ہوں اور وہ یہ ہے.....

Stop worrying about those things that you can't control

Any more

"اور میں اس بات کو بہت فالو کرتا ہوں اور ہمیشہ اپنے سٹوڈنٹس کو فالو کرنے کا کہتا ہوں اور اپکو بھی یہ مشورہ ہے..... خیر..... اب بات کرتے ہیں آپ لوگوں کے بارے میں..... لیکن اس سے پہلے میرے کچھ اصول و ضوابط ہیں اور میں انکا پابند ہوں خود بھی فالو کرتا ہوں اور اپنے سٹوڈنٹ کو بھی تلقین کرتا ہوں کہ میرے ساتھ ایٹ لیسٹ میرے رولز کو فالو کریں آپ لوگوں کی کلاس کی تعداد ساٹھ ہے اور یہاں دیکھ کر مجھے لگ رہا ہے تقریباً سارے موجود ہیں تو آپ سب کو ایک پی آئی نمبر ملا ہو گا تو اس پی آئی نمبر کے مطابق میں سی آر اور جی آر سلیکٹ کروں گا اپکو پسند آئے یا نہ میرا کوئی تعلق نہیں اس بات سے جس کی سی جی پی اے زیادہ ہے وہی سی آر اور جی آر ہو گا اور کس کی کتنی ہے یہ اپکا پی آئی نمبر اپکو بتا ہی رہا ہے اور میرے پاس موجود پی آئی نمبر بھی....."

اپنی بات کو مکمل کر کے وہ سکرین کی طرف مڑا لڑکیوں کو اس کے بارے میں بات کرتا دیکھ ہالہ اور ایتل ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہی تھی یہ کتنا ہاٹ ہے یار اس کی شیو..... او مائی گاڈ لگتا تو ان میرڈ ہے جیسے الفاظ سن کر وہ دونوں منہ کے ٹیڑھے زاویہ بنا رہی تھیں تبھی وہ دوبارہ بولا تو سب اسکی بات کو سننے لگے۔

"حمزہ کاظمی کون ہے؟" تبھی ایک شوخ سے ریڈ جیکٹ پہنے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے لڑکے نے ہاتھ اٹھایا اسکے بیٹھنے کے سٹائل کو دیکھ کر ہی اس کے ماتھے پر بل پڑھ گئے۔

"اوہ تو آپ ہیں کتنی پرچیاں دے کر پاس ہوتے آئے ہیں؟ شکل سے ہی لگ رہے ہو اساتذہ کی چالوسی کر کے یہاں پہنچے ہو ورنہ جس لڑکے کو بیٹھنے کی تمیز نہ ہو کہ کلاس میں بیٹھنے کے آداب کیسے ہیں وہ انسان بی ایس سی کر کے اس یونیورسٹی میں تو نہیں آ سکتا نواب زادے خاندان کے بگڑے ہوئے صاحب زادے لگتے ہو..... تو جو خود اتنا بگڑا ہوا وہ کلاس کی کیا ہی نمائندگی کرے گا غصے سے آنکھوں کا زاویہ بدلتے ہوئے وہ دوبارہ سکرین کی طرف متوجہ ہوا اور اسکا یہ روپ دیکھ کر سب کے رنگ سفید پڑ چکے تھے اتل پچھلے دو دن سے اسکے ایسے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی اسی وجہ سے وہ باقیوں کی نسبت قدرے ریلیکس تھی۔

"عمار اکبر؟" تبھی ایک کالی شلوار قمیض والا لڑکا کھڑا ہوا۔

"یو آر دہ سی آر آف دس کلاس۔ اس کلاس کے بعد رجسٹرار آفس سے فارم لیکر فل کر کے میرے آفس تک پہنچا دینا سنڈ دہ جی آر از....." اس نے دوبارہ سے سکرین کی طرف دیکھا۔



"اتل...." نام پڑھ کر وہ گریز کی طرف متوجہ ہوا اس کی نگاہ اس کے کومل سے سفید بے داغ چہرے پر گئی جو حجاب میں تھا کلاس میں آتے ہی اس نے ہالہ کو دیکھ کر حجاب کر لیا تھا اور وہ حجاب میں اور پیاری لگی تھی مگر اس نے کوئی تاثر نہ دیا تبھی پہلی رو سے ایک لڑکی کھڑی ہوئی۔ "آئی ایم اتل۔"

اسکا نام سن کر اس نے سکرین کی طرف دوبارہ دیکھا۔

"آر یو اتل ارمان؟"

"نوسر۔"

"سو ہو از اتل ارمان۔" اسکو مسلسل نظر انداز کرتے وہ ادھر ادھر دیکھ کر بولا۔

"می۔" اتل نے ہاتھ اوپر کیا۔

"ناؤ شی از یور جی آر کلاس اور آپ بھی فارم پہنچا دیجیے گا عمار ساتھ ہی لے آنا فارم..... جیسے کے میں نے پہلے بتایا کہ میں چیف ڈائریکٹر ہوں تو آپ کو آپکی سٹڈی کے لیے یا کسی ٹیچر کے ریلیٹ



کوئی مسئلہ ہو گا۔ تو جی آر اور سی آر میرے پاس آئے گے میں آپکے ایچ او ڈی سے بات کر کے آپکے معاملے کو حل کروا دوں گا اور شکایت کے بعد آپ کو 1 ہفتہ انتظار کرنا ہو گا اگر 1 ویک تک اپکا مسئلہ حل نہ ہو تو آپ جاسکتے ہیں کسی بھی اوپر بیٹھی اتھارٹی کے پاس بات کر سکتے ہیں لیکن میرے بعد ایچ او ڈی پاس جانا ہے اگر وہاں سے بھی حل نہ ہوا تو آگے بات کر سکتے ہیں لیکن وہاں بھی آپکے سی آر اور جی آر ہی جائے گے .... اور دوسری بات مجھ سے کانٹیکٹ بھی آپکی کلاس کا سی آر اور جی آر ہی کرے گے اگر گرنز کو مسئلہ ہے تو جی آر کو انفارم کریں گی اور وہ ہی انکا مسئلہ میرے تک لیکر آئے گی اور اگر بوائز کو ہے تو سی آر لیکن اگر ساری کلاس کو مسئلہ ہے تو دونوں میرے پاس آئے گے دو سے چار میں مکمل فارغ ہوتا ہوں تب آپ آسکتے ہیں اور نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد..... جو بھی پڑھے گے کلاس میں ڈسکس ہو گا وہ آپ نوٹ ڈاؤن کریں گے کوئی مسئلہ ہے کوشش کریں اسی دن لیکچر کے اختتام پر پوچھ لیں نہیں تو اگلے دن لیکن چار دن پرانا لیکر نہیں آنا کہ یہ بتا دیں جو ٹاپک ختم ہو چکا اسکو میں دوبارہ دہرانے کا عادی نہیں ہوں سوال کرنا ہے کلاس میں سب کے سامنے کرنا ہے اونچی آواز میں پوچھے تاکہ باقیوں کا بھی کلیئر ہو مگر لیکچر کے آخر پر ختم ہونے پر..... راستے میں رک کر کچھ نہیں پوچھنا آفس میں کچھ پوچھنے نہیں انا موبائل سائلنٹ پر ہونا چاہیے جس دن فون بجاکسی کا بھی کلاس میں وہ نیکسٹ پورا ویک میری کلاس سے آؤٹ ہے اور میرے آنے سے پہلے سب موجود ہوں پروجیکٹر جیسے ہی آن ہو گیا کسی کو بھی کلاس میں نہ آنے کی اجازت ہے اور نہ جانے کی..... آپکی اسٹینڈس آپکی ذمہ داری ہے پوری ہوئی تو پیپر میں بیٹھ جانا ورنہ جہاں سارا سمسٹر گزارا وہاں پیپرز کے دن بھی گزار آنا..... اسائنمنٹ ہے پریزینٹیشن ہے یہ

کوئی کوز..... میں آؤں کلاس میں تو سی آر مجھے بتائے گا کہ کوز ہے اگو وہ نہیں بتائے گا تو جی آر بتائے گی دونوں نہیں بتائے گے میں اسائنمنٹ کوز پریزینٹیشن نہیں لوں گا اور نہ لینے کا رزلٹ یہ ہو گا کہ سی آر جی آر ایک ہفتہ کلاس میں نہیں آئے گے... ان باتوں کو اپنے دماغ میں رکھنا اور سی آر مجھ سے میرا کنٹیکٹ لے لو اور کلاس کا گروپ بنالے جیسے بھی کرنا ہے بی ایس سی کر کے آئے ہیں اندازہ ہے آپ سب کو..... یہ تمام وہ باتیں تھی جو میں اپنی ہر کلاس کو بتاتا ہوں کیونکہ پورا سمسٹر بات کرنے کا موقع نہیں ملے گا..... ایک اور کلاس ہے آپکے ساتھ پانچ سے چھ اس میں پڑھے گے میرے آنے سے پہلے سی آر یہ پروجیکٹر آن ہونا چاہیے۔ "اپنا حکم صادر کر کے وہ کلاس سے نکل گیا تو کلاس کی ہر لڑکی کے منہ پر ہاٹ ہینڈ سم اور کھڑوس کے لفظ گونج رہے تھے۔

"یہ ساری باتیں منہ پر بجے گی انکے جب انسلٹ ہو گئی انکی تو لگ پتا جائے گا کتنے ہینڈ سم ہیں۔" اتل نے بڑبڑا کر کہا تو ہالہ ایک دم سے ہنس پڑی جی آر میڈم اجاؤ تمہارا یو جی فل کر آئے پھر آکر کلاس سے انٹرو کرتے

ہیں۔"

"ہممم" اتل اٹھ کر اس کے ساتھ چل دی۔

فیس جمع کروا کر اس نے یو جی فارم جمع کروایا ایک گھنٹے کی اس کاروائی کے بعد وہ تھک چکی تھی تبھی ہالہ بولی۔

"جی آر شپ والا فارم بھی یہی سے ملنا ہے تین بجنے والے ہیں ڈاکٹر تامیر آفس ہوں گے انہیں دے جاتے ہیں پھر کلاس میں چلے گے۔"

"کلاس میں نہیں پہلے ریفریشنٹ لیں گے پھر جائے گے تم لو فارم اندر سے میں آرہی ہوں۔" ایتل نے ہالہ کو بھیجا تو وہ فارم لیکر باہر آئی تو ایتل نے جلدی سے فارم میں پوچھی گئی چیزیں درج کی۔

"ہو گیا ہے فل اب چلو ڈاکٹر صاحب کو دیکر ٹک شاپ چلتے ہیں۔"

"ہممم....." دونوں مسکرا کر ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ اور اگلے دس منٹ میں وہ تامیر شاہ کے آفس کے باہر کھڑی تھیں۔

"ایتل تم دے آؤ تب تک میں جوس لیکر آتی ہوں۔"

"اوکے....." گہرا سانس لیکر وہ نوک کر کے اندر گئی۔ لیپ ٹاپ سے نظر اٹھا کر اس نے ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالی اور پھر کام میں محو ہو گیا۔

"یہ فارم سبھیٹ کرنا تھا۔" اس نے ہاتھ آگے کر کے فارم آگے کیا۔

"ٹیبیل پر رکھ دے اور دروازہ بند کر کے جائیے گا۔" اس کی جارحانہ انداز کو دیکھ کر وہ دانت پیستی پیچھے کی طرف مڑی۔

"اٹل....." اس نے اسے پیچھے سے آواز دی۔ "اسکی آواز سن کر وہ گہرا سانس لیکر مڑی تو اچانک سے اس کا سر کتابوں کی الماری سے زور سے ٹکرایا۔

"یہ فارم آپ نے کس چیز کے لیے پُر کیا ہے؟" وہ کھڑا ہو کر اس کے سامنے آیا۔

"جی سر وہ جی آر شپ کا ہے۔" وہ گھبرا کر بولی۔

"تو میرے فرشتے آئے گے اس پر لکھنے کے لیے کہ پوزیشن جی آر کی ہے آندھی تو آپ ہیں لیکن مجھے لگتا ہے عقل کی بھی کمی رہ گئی ہے تبھی ہر الٹا کام کرتی پائی جاتی ہیں۔" اپنی بات مکمل کر کے



فارم اس کے ہاتھ پر پکڑا کر وہ پیچھے کی طرف مڑا اور دراز سے کچھ نکالنے لگا تبھی اتل نے جلدی سے فارم میں کوریکشن کی اور فارم رکھ کر جانے لگی ہی تھی کہ وہ مڑے بغیر فوراً بولا۔

"اچو جانے کا کہا کسی نے؟"

اسکی آواز سن کر وہ وہی رک گئی تبھی اس نے چھوٹا سا پلاسٹر کھول کر اس کے ماتھے پر چپکا دیا۔

جیسے آندھی بن کر چلتی ہے یقیناً کسی ناکسی کو تو نہ سہی مگر خود کو اچھی خاصی اذیت پہنچا دے گی۔"

اسکی بات پر سوری کہہ کر وہ شرمندہ ہوتی باہر نکل گئی اور وہ دوبارہ اپنے لپ ٹاپ کی طرف بڑھ دیا۔

آصفہ بیگم ممتاز بیگم اور امتیاز صفدر علی کے گھر براجمان تھیں جہاں وہ حورین کے کہنے پر آئی تھیں ممتاز بیگم حورین کی بڑی بہن کی ساس تھی حورین کو ان کی نند مہوش بہت پسند تھی اس لیے وہ چاہتی تھی کہ مہوش اسکی دیورانی بنے اور اسی وجہ سے اس نے اسرار کر کے اپنی ساس شوہر کو اپنی امی کے ہمراہ امتیاز صاحب کے گھر بھیجا تھا.....



"دیکھے آپ اچھے سے جانتی ہیں حورین کو اور حورین کیسے رہ رہی ہے ماشا اللہ ہمارے گھر میں اس بات کا بھی اپکو بخوبی اندازہ ہو گا میرا چھوٹا بیٹا تامیر ڈاکٹر آف میٹھ ہے پنجاب یونیورسٹی میں پڑھاتا ہے تصویر حورین نے مرزا کو بھیجی تھی تو آپ نے میرا بیٹا دیکھ ہی لیا ہو گا میری بہو کو اپنی بیٹی بہت پسند ہے اور اسی وجہ سے میں چاہتی ہوں کہ آپ کی بیٹی میری بہو بنے اور یہی ہمارے آنے کا مقصد ہے۔" آصفہ بیگم نے بغیر تہمید باندھے اپنی بات انکے گوشہ نشین کی۔

"بالکل ٹھیک کہا آپ نے آصفہ بہن آپ کے بیٹے کی تصویر دیکھی ہے میں نے میری چھوٹی بیٹی ماورہ پنجاب یونیورسٹی میں پڑھتی تھی ابھی فارغ ہوئی ہے اس نے بتایا ہے تامیر کے بارے میں کافی اچھا بچہ ہے ماشا اللہ سے اور ہمیں اس سے زیادہ کیا چاہیے ہو گا ہمیں اپنی بیٹی کے لیے بیٹھے بٹھائے اتنا اچھا رشتہ مل گیا ہے آپ بھی اپنے ہیں زاور کی تبریز سے کافی جان پہچان ہے تو ہمارے لیے تو یہ رشتہ خوشی کا باعث ہو گا۔" امتیاز صفدر علی صاحب نے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے بات کو آگے بڑھایا ممتاز بیگم بھی بہت خوش ہوئی تامیر کا رشتہ انکی بیٹی کے لئے واقع لاجواب تھا اس وجہ سے وہ اپنی بہو سے بھی بے پناہ متاثر تھیں کچھ اور باتوں کے بعد کھانے کا دور چلا اور تبریز اور آصفہ بیگم الوداعی کلمات ادا کر کے وہاں سے رخصت ہو گئے جبکہ حورین کی امی اپنی بیٹی کے پاس ہی رک گئی۔

"کافی اچھے لوگ ہیں مجھے تو بہت اچھے لگے۔" آصفہ بیگم نے گاڑی میں بیٹھتے ہی تعریف کی۔

" بالکل امی بہت اچھے ہیں اپ ابھی زاور سے نہیں ملی وہ بھی بہت زبردست انسان ہے۔ " تبریز نے  
مرحہ کے شوہر کی تعریف کی۔

" امی میں سوچ رہا ہوں آئے ہیں تو تا میر سے بھی مل کر چلتے ہیں سر پرانز ہو جائے گا اور کچھ سامان  
دیا ہے تحریم اور حورین نے اس کے اور صنابل کے لیے تو وہ بھی دے دیں گے۔

" ہاں ٹھیک ہے لیکن فون کر کے پوچھ لو اُس سے کدھر ہے اور ایک بار سامنے سے بات بھی کر لوں  
گی تو تسلی ہو جائے گی مجھے اور اس کے علم میں بھی بات اجائے گی۔ "

" جی ٹھیک ہے۔ " تبریز نے انکی بات پر سر خم کر کے تا میر کو کال ملانے لگی۔

" السلام علیکم بھائی! " تا میر نے فون اٹھاتے ہی سلام پیش کیا۔

" وعلیکم السلام کیسے ہو؟ کہاں ہو؟ "

" میں ٹھیک فلیٹ میں ہی ہوں کیوں خیریت؟ " اس کے ماتھے پر شکنے ابھری۔

"ہاں میں آیا تھا لاہور سوچا مل جاؤں۔" تبریز نے اس کے فلیٹ کی طرف گاڑی موڑتے ہوئے کہا۔

"اوکے بھائی انتظار کر رہا ہوں اجائیں..."

"ہاں بس پہنچنے لگا ہوں تم گارڈ کو کال کرو کہ اندر آنے دے۔" بھائی آپ یونیورسٹی کے فرنٹ گیٹ سے اندر نہیں آئے بیک گیٹ سے آجائیں اس گارڈ کو صنابل بول چکا ہے تو آپ آرام سے اجائیں گے۔" تالمیر نے صنابل کو اشارہ کرتے ہوئے تبریز کو آگاہ کیا اور فون بند کر کے کھڑکی سے پیچھے ہو کر اپنے بیڈ سے اپنی فائلز اٹھانے لگا۔

اگلے دس منٹ میں صنابل آصفہ بیگم کا ہاتھ پکڑے فلیٹ میں آیا۔

"امی آپ؟" وہ ٹی وی بند کر کے ان کی طرف بڑھا اور ان کے گلے لگا۔

"کیسا ہے میرا بیٹا۔" آصفہ بیگم نے اس کے سر پر پیار دیتے ہوئے حال چال پوچھا اور ایک بیگ صنابل کی طرف بڑھایا۔

"یہ کیا ہے امی؟" صنابل نے ان سے لیتے ہوئے پوچھا اس کے والد امریکہ میں رہتے تھے اور انکے دل کے امراض کی وجہ سے اس نے اپنی امی کو بھی ان کے پاس بھیج دیا تھا اور اپنی جاب کی وجہ سے وہ یہاں تھا تا میر کی فیملی کے بچپن سے ساتھ ہونے کی وجہ سے وہ اس کے والدہ کو ماں تو کبھی امی کہہ کر پکارتا تھا۔

"کچھ سامان ہے تا میر کا اور تمہارے لیے تحریم نے بریانی بھیجی ہے جلدی سے نکال کر گرم کر لو کب سے بنی ہے خراب نہ ہو

جائے" آصفہ بیگم بات کہتی ہوئی تا میر کی طرف بڑھی جو تبریز کے فون میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کوئی شرم و حیا ہے ہی نہیں ماں آئی ہے اور یہ جناب فون میں گھس گئے ہیں۔ چائے پانی کا کیا پوچھنا اپنی موج میں ہی مگن ہو مگر کوئی نہیں کچھ عرصہ کی بات ہے پھر دیکھنا کیسے پیروں میں بیڑیاں ڈلتی تمہارے پھر دیکھوں گی کیسے فون پر لگے رہتے ہو۔" آصفہ بیگم کی بات سن کر وہ آصفہ بیگم کے پاس آیا اور صنابل بھی بریانی اون میں رکھ کر ان کے پاس آکر بولا۔

"امی باقی ساری باتیں تو ٹھیک آپکی مگر یہ پاؤں میں بیڑیاں کیسے ڈل جائے گی؟" وہ تاسف سے بولا۔



"میں رشتہ دیکھ کر آئی ہوں اسکا لڑکی بہت پسند ہے مجھے انہوں نے دیکھا ہوا ہے ایسے بس ایک بار ملنا ہے اس کی چھوٹی بہن تو اس کی یونیورسٹی میں ہی پڑھتی ہے اگلے ہفتے یہ گھر آئے گا تو وہ لوگ ایک بار ملنے آئے گے پھر رشتہ پکا اور جلد ہی اس کی میں نے شادی کر دینی ہے اور صنابل وہ وہاں یہ یہاں ایسے تو ہو گا نہیں اس لیے تم اپنا انتظام کرو کہی اور بلکہ تمہاری ماں سے بھی بات کرتی ہوں کہ شادی کرے اسکی تاکہ تم اپنے اپارٹمنٹ میں رہو اور یہ اپنے اپارٹمنٹ میں۔" آصفہ بیگم نے بات مکمل کر کے تبریز کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑا جس کو چولہے پر چڑھا کر تو صنابل آیا تھا مگر آصفہ بیگم کی بات پر وہ چائے تبریز کے حوالے کر کے آصفہ بیگم کی بائیں طرف بیٹھ گیا تھا۔"

"امی مجھے شادی نہیں کرنی....." وہ کافی دیر بعد بولا تھا اسکی غیر ہوتی حالت کو تبریز اور صنابل دونوں نے دیکھا تھا مگر دونوں آصفہ بیگم کی موجودگی کی وجہ سے چپ رہے تھے صنابل خوش تھا کہ وہ اپنے ماضی سے نکل کر مستقبل کی طرف جائے گا مگر اسکا دل ایک مکان کا ہی مسافر ہے وہ یہ بھی اچھے سے جانتا تھا تبھی لب کاٹ کر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔"

"میں نے کب پوچھا تم سے کہ تم شادی کرو گے کہ نہیں میں نے تو بس یہ کہا ہے کہ تم شادی کر رہے ہو اور کب کہاں کیسے کرنی ہے وہ بھی میں ہی بتاؤں گی بس تمہیں کرنی ہے۔" اپنی بات مکمل کر کے آصفہ بیگم اٹھ کھڑی ہوئی چلو تبریز بچیاں اکیلی ہیں گھر جانا ہے۔"



" اپنا خیال رکھنا اور تم بھی تمہاری ماں سے بھی بات کرتی ہوں۔ " دونوں کے سر پر پیار دے کر وہ دونوں باہر نکل گئے تھے صنابل انہیں گیٹ تک چھوڑنے آیا تھا جبکہ وہ وہی جامد بیٹھا رہا تھا جیسے سر پر کسی نے بم بلاسٹ کر دیا تھا ہلنے جلنے کی ساکت اس میں ختم ہو گئی تھی کتنی چیزیں اسے ایک دم یاد آئی تھیں کتنی سوچوں نے اس نے ذہن کو جکڑ لیا تھا اس کا علم اس کے علاوہ کسی کو نہیں تھا۔

" صنابل لائٹ بند کرو سونا ہے مجھے۔ " تائیر کی بات پر فوراً عمل کرتے صنابل لائٹ بند کر کے باہر نکل گیا تھا اور وہ آنکھیں موندے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ماضی کے جہان میں کوچ کر چکا تھا۔

" تائیر تمہیں پتا ہے جب ہماری شادی ہو گی نا تو ہم ماؤنٹ ایورسٹ پر جائے گے۔ " اسکی معصوم سی خطرناک خواہش سن کر وہ ہکا بکا رہ گیا تھا۔

" پھر کبھی واپس نہیں آئے گے جانِ یار۔ " وہ ہمیشہ اُسے جانِ یار کہتا تھا مگر ایک دن وہی اسکی جان کا وبال ہو گی اس نے سوچا بھی نہیں تھا مرد جب بے پناہ عشق کر لے تو اس کے ہاتھ خالی رہ جاتے ہیں اس کو اس منزل سے گزرنا تھا جس کے خواب و خیال سے بھی وہ دور تھا.....

"کوئی بات نہیں تا میر میں واپس ا جاؤں گی تم مر جانا میرے لیے جان تو دے ہی سکتے ہو۔" اسکی بات سن کر اس کے سینے میں درد کی ایک لہر اٹھی تھی جس سے محبت ہو اس کی زندگی تو اپنی زندگی سے پہلے مانگی جاتی ہے اور وہ کتنے آرام سے کہہ گئی تھی مگر وہ ہونٹوں پر مسکان سجا کر بولا۔

"تو رہ لو گی میرے بغیر؟" اس نے ایک امید سے رخ اسکی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی کسی کے بغیر نہیں مرتا تا میر سب زندہ ہی رہتے ہیں اور نہ ہی کسی کے جانے سے زندگی رک جاتی ہے اور نہ کوئی کسی کے جانے پر جینا چھوڑ دیتا ہے تو یہ سب باتیں فضول ہیں۔" اس بات کے ذہن میں آتے ہی وہ حال میں لوٹا بیڈ کراؤن سے گردن کو اٹھایا اور باہر بالکونی میں آکر سگریٹ سلکھانے لگا بھگیا بھگیا لاہور ایک دلنشین سا منظر پیش کر رہا تھا سٹریٹ لائٹ اور آسمان پر پہلی گہری نیلی چادر ایک عجیب سی سکوت پیدا کر رہی تھی اپنے ماتھے کو بالکونی کی ریلنگ پر رکھے وہ نیچے دیکھ رہا تھا۔

"جیسے چاہا وہ چاہ نہ سکا اور جیسے چاہوں گا نہیں اور اگر وہ چاہے گی تو کیسے اس کے ساتھ وہ زیادتی کر دو جو مجھے پل پل مارتی ہے۔" ہوا میں سگریٹ کا دھواں چھوڑتا ہوا وہ اونچی آواز میں خود کو کہہ اٹھا۔

" نکاح بہت خوبصورت رشتہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ہاتھ ان دنوں کے دل محبت سے پر نور کرتے ہیں اور جس کے لیے محبت اللہ دل میں ڈالے گا اس سے محبت نہیں ہوگی کیا؟ " صنابل اسکی بات سن کر پیچھے سے آکر بولا۔

بلیک ٹراؤسر شرٹ پہنے وہ خوبصورت سا مرد لال آنکھیں چہرے پر لیے دوسروں کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا صنابل کی بات سن کر وہ کچھ نہیں بولا تھا بلکہ دوبارہ ریلنگ سے نیچے دیکھنے لگا تھا۔

" تم روئے ہو؟ " صنابل نے ایک اور سوال داغا۔

" میں روتا نہیں ہوں تم مجھے اچھے سے جانتے ہو۔ " وہ مڑے بغیر اسی پوزیشن میں رہ کر بولا۔

" ہزاروں ڈگریاں لیکر علم پر دسترس پا کر جھلکتے لفظ آنکھوں سے نہ پڑھ پاؤ تو جاہل ہو۔ اور میں تو تمہاری لال آنکھیں دیکھ کر بول رہا ہوں۔ " صنابل بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو کر بولا۔

" تم بھول کیوں نہیں جاتے اس لڑکی کو؟ " صنابل بھی اس کی طرف دیکھے بنا بولا۔

"نہیں بھولی جاتی مجھ سے بہت کوشش کرتا ہوں مگر کبھی دل تو کبھی دماغ اس کو لے ہی آتا ہے۔ وہ تم نے سنا ہے نہ..... تیرے توکھے نے مینوں مار مکایا میں مر تا گیا آہ پر سانس کیوں ہے آیا..... شاید میں بھی ایسے ہی ہو گیا ہوں صنابل سانسیں چل رہی ہیں مر تو بہت پہلے گیا تھا پانچ سال ایک عرصہ ہوتا ہے ساٹھ مہینے اٹھارہ سو پچیس دن تریالیس ہزار آٹھ سو گھنٹے چھبیس لاکھ آٹھ ہزار منٹ پندرہ کروڑ چہتر لاکھ اسی ہزار سکینڈ ایک ہی انسان کو سوچنا اپنا دن اس پر شروع کر کے اس پر ختم کرنا اپنی سوچ کا مدار ایک انسان کے پیچھے گھمانا اور بدلہ میں آپ کو یہ ملا کہ وہ شخص اس لیے اپکو چھوڑ گیا کہ اپکو اس انسان سے بہتر انسان مل گیا کسی کی چاہت اس کے جذبات اس کی آپکے لیے جان چھڑک دینے والی محبت آپکی ایک مسکان کے لیے پورے دن کو آپ کے لیے وقف کر دینے کی کوشش کہی بھی میٹر نہیں کرتی تھی میٹر کرتا تھا کیا صرف یہ کہ وہ شخص مجھ سے بہتر کماتا تھا اس کی فیملی آؤٹ آف کنٹری میں سیٹل تھی یعنی زندگی میں صرف پیسہ ہونا ضروری ہوتا ہے امیر ہونا پیسہ ہونا اونچا نام ہونا یہ ضروری ہوتا ہے بس یہی چیز ضروری ہوتی ہے یہ سمجھنے کے لیے کہ یہ انسان بیسٹ ہے آپکے لیے کیوں جذبات ضروری نہیں ہوتے کیوں محبت کسی کھاتے میں نہیں آتی کیوں اس نے مجھے اس وقت ڈچ کیا جب میں اس مقام پر پہنچنے والا تھا جس مقام کے شخص کو وہ اپنا ساتھی بنانا چاہتی تھی اپنی سیلف ریسپکٹ کو سائیڈ پر رکھ کر میں نے ہمیشہ خود سے پہلے اس کی خوشی کو سوچا اور وہ تامیر شاہ کو اس کی اس بات کا انعام زندگی بھر کا دکھ دے کر چلی گئی..... اور وہ بھی اس مقام پر جہاں میں یہاں تک پہنچ چکا تھا کہ وہ نہیں تو شاید زندگی نہیں جب وہ جان چکی تھی کہ اگر وہ کہی گئی تو تامیر شاہ جیتے جی مرے گا جب اسے یہ پتہ چل گیا تھا کہ وہ پہلی اور آخری ہے جیسے



تامیر شاہ نے پاگلوں کی طرح چاہا ہے وہ ایسا گھائل کر کے گئی ہے نا صنابل مجھے کہ میں پل پل مر رہا ہوں تم یقین نہیں کروں گے اب میں ہر نماز میں اپنے لیے صرف اپنے لیے دعا کرتا ہوں اور وہ دعایہ کہ اللہ میرے قلب کو سکون دے دے مجھے سکون عطا کر دے یا مجھے اپنی آغوش میں لے لے میری سانسوں کو مسافر کر دے یا پھر ان میں سکون بھر دے مگر صنابل..... کچھ نہیں ہوتا میں آج بھی وہی کھڑا ہوں جہاں وہ مجھے چھوڑ کر گئی تھی..... " ریلنگ سے نیچے دیکھتے وہ اپنے دل کا درد کہہ گیا تھا بہت عرصہ بعد وہ صنابل کے سامنے دل کا بوجھ لایا تھا صنابل نے بہت تحمل سے اس کو سنا تھا پچھلے سات سال وہ سایہ کی طرح اسکے ساتھ رہا تھا ہر چیز اسکے سامنے عیاں تھی مگر وہ چاہ کر بھی کچھ کر نہیں پایا تھا۔ اسکو چپ دیکھ کر صنابل نے اسکو بازو سے کھینچا اور خود سے لگا لیا اس کے گلے لگ کے تامیر کافی دیر آنکھیں موندے اسکے کندھے پر سر رکھے کھڑا رہا مگر پھر پوش میں آتے فوراً سیدھا ہوا اور اسکی جانب دیکھنے لگا۔

" تامیر شادی کر لے توجہ بنٹ جائے گی نا جب تو خود بخود بھولنے لگو گے میں تمہارا بچپن کا دوست ہوں میں نے بھی انتس سال یہ دنیا دیکھی ہے لوگوں کو دیکھا ہے اگر میں بھی ایسا کہہ رہا ہوں تو ضرور وجہ ہوگی نا تم مجھے جانتے ہو میں لاجک والا بندہ ہوں لاجک کے بغیر بات نہیں کرتا میری بات مان جا شادی کر لے۔ " اپنی بات کہہ کر وہ رکا نہیں سیدھا اندر چلا گیا اور تامیر دوبارہ ریلنگ پہ کھڑا ہو کر سگریٹ پھونکنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جاری ہے